عدالت العظمیٰ آزاد جموں و کشمیر

(اختیار اپیل)

روبرو : چوہدری محمد ابراہیم ضیاء، چیف جسٹس

راجہ سعید اکرم خان، جج

دیوانی اپیل نمبر۸۰ / ۲۰۱۰

(متدائرہ: ۲۰۱۰-۹-۱۷)

۱۔ محمد عظیم دت (وکیل) ولد محمد شفیع دت ساکنہ مکان نمبر ا، سیکٹر جی۔ I، پارٹ ۔ IIو سیکٹر بی۔ ۵ میرپور۔

۲۔ عبدالشکور کھوکھر، وکیل، ساکنہ مکان نمبر۶۳، سیکٹر بی۔۵، میرپور۔

۳۔ محمد بشیر تبسم ولد عبدالرحمن، مکان نمبر۱۲، سیکٹر بی۔۲ میرپور۔

۴۔ محمد صابر انصاری ولد محمد صادق، مکان نمبر۴، سیکٹر بی۔ ۲ میرپور۔

۵۔ عبدالخالق ولد ستار محمد سکنہ سیکٹر سی۔۳ میرپور۔

۶۔ خالد محمود ولد محمد شریف سکنہ مکان نمبر ۱۷۲، سیکٹر سی۔۳ میرپور۔

۷۔ ناصر انصاری وکیل، سکنہ سیکٹر بی۔۵ میرپور۔

۸۔ محمد آفتاب انصاری ولد محمد شریف ساکنہ مکان نمبر۱۰۳، سیکٹر بی۔ا میرپور۔

۹۔ حاجی محمد نذیر ولد حاجی محمد ابراہیم سکنہ مکان نمبر۱۰۲، سیکٹر بی۔ا میرپور۔

۱۰۔ محمد یعقوب ولد م احمد شریف ساکنہ مکان نمبر۱۳۰، سیکٹر ایف۔ ۲ میرپور۔

۱۱۔ خواجہ محمد بشیر ولد نتھا خان ساکنہ مکان نمبر ۸۷، سیکٹر بی۔۴ میرپور۔

(اپیلانٹان)

بنام

۱۔ راجہ خادم حسین، سینئر کلرک میونسپل کارپوریشن، میرپور۔

۲۔ چوہدری ریاست علی ولد چوہدری نور عالم، قوم جاٹ ساکنہ بھڑکے، تحصیل وضلع میرپور۔

۳۔ بلدیہ میرپور۔

۴۔ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ میرپور۔

۵۔ اسٹیٹ آفیسر، بلدیہ میرپور۔

۶۔ الاٹمنٹ کمیٹی، بلدیہ میرپور۔

۷۔ ریوائزنگ اتھارٹی، بلدیہ میرپور۔

۸۔ ایگزیکٹو انجینئر / ٹاؤن پلانر، بلدیہ میرپور۔

۹۔ چیف آفیسر، بلدیہ میرپور۔

۱۰۔ آزاد جموں وکشمیر گورنمنٹ بذریعہ چیف سیکرٹری۔

۱۱۔ آزاد جموں وکشمیر محکمہ لوکل گورنمنٹ بذریعہ سیکرٹری۔

۱۲۔ بلڈنگ انسپکٹر / انچارج بلدیہ میرپور۔

(رسپانڈنٹان)

اپیل بخلاف فیصلہ عدالت العالیہ مصدرہ ۷ جون ۲۰۰۹ء برعرضی ہارٹ نمبر

۲۰۰۷/۱۵، ۲۰۰۷/۹۳ و ۲۰۰۸/۱۴۱

منجانب اپیلانٹان: مسٹر محمد ریاض انقلابی، ایڈووکیٹ۔

منجانب رسپانڈنٹان نمبر۱و۲: خالد یوسف چوہدری و محمد ریاض تبسم، ایڈووکیٹس۔

تاریخ سماعت: ۲۰۱۷-۱-۲۶

فیصلہ:۔

چوہدری محمد ابراہیم ضیاء، چیف جسٹس: اپیل عنوان بالا فیصلہ عدالت العالیہ مصدرہ ۲۶ جون ۲۰۰۹ء کے خلاف دائر کی گئی ہے جس کی رُو سے عرضی رٹ ہا زیر نمبر۱۵، ۹۳ و ۱۴۱ منظور کرتے ہوئے بلدیہ میرپور کو ہدایت کی گئی کہ وہ سائلان (روبرو عدالت العالیہ) کو مکانات کی تعمیر کے سلسلہ میں مجوزہ نقشہ جات کی منظوری دے۔

۲۔ حالات و واقعات مقدمہ کچھ اسطور ہیں کہ راجہ خادم حسین، رسپانڈنٹ نمبر۱، نے روبرو عدالت العالیہ عرضی رٹ نمبر۲۰۰۷/۱۵ دائر کرتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ وہ بلدیہ میرپور کا ملازم ہے۔ ملازمین بلدیہ کے لیے مختص کردہ کوٹہ میں سے اُس کو پلاٹ نمبر۹۸ ایف و۹۸ جی تعدادی ۵، ۵ مرلہ الاٹ کیے گئے۔ الاٹمنٹ کمیٹی نے الاٹمنٹ کو قانونی قرار دیا مگر بلدیہ میرپور نے بروئے حکم محررہ ۲ دسمبر ۲۰۰۶ء تعمیراتی نقشہ کی منظوری دینے سے محض اس بناء پر انکار کر دیا کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ محررہ ۳۰ مئی ۲۰۰۰ء کی رُو سے میونسپل کارپوریشن کے پاس خالی جگہوں پر موجود پلاٹس کی الاٹمنٹ کا اختیار نہ ہے۔ عرضی رٹ نمبر۲۰۰۷/۹۳ میں چوہدری ولایت حسین نے موقف لیا کہ پلاٹ نمبر۳۰۔اے تعدادی ۱ کنال واقع سیکٹر ای۔۱ میرپور بمعہ ملحقہ رقبہ اُس کو الاٹ کیا گیا ہے لیکن بلدیہ میرپور بروئے حکم محررہ ۱۰ اگست ۲۰۰۸ء نقشہ کی منظوری سے انکاری ہے۔ اسی طرح عرضی رٹ نمبر۲۰۰۸/۱۴۱ میں چوہدری ریاست علی (رسپانڈنٹ نمبر۲) نے موقف لیا کہ اُس کو پلاٹ نمبر۸۱ ایف تعدادی ۱۰ مرلہ واقع سیکٹر اے۔۱ میرپور الاٹ کیا گیا۔ بلدیہ نے چاردیواری تعمیر کرنے کی منظوری تو دے دی ہے لیکن بروئے حکم محررہ یکم جنوری ۲۰۰۸ء تعمیراتی نقشہ کی منظوری نہ دی ہے۔ ہر سہ عرضی رٹ ہا میں سائلان نے استدعا کی کہ احکامات زیر نزاع کو منسوخ کیا جا کر بلدیہ میرپور کو ہدایت دی جائے کہ وہ سائلان کے حق میں تعمیراتی نقشہ کی منظوری صادر کرے۔ فاضل عدالت العالیہ نے بروئے فیصلہ زیر اپیل ہر تین عرضی رٹ ہا کا یکجا فیصلہ کرتے ہوئے احکام محررہ ۲۰۰۶-۱۲-۲، ۲۰۰۷-۸-۱۰ اور ۲۰۰۸-۱-۱ کو منسوخ کیا اور بلدیہ میرپور کو ہدایت کی کہ وہ سائلان (روبرو عدالت العالیہ) کے حق میں نقشہ نسبت تعمیر مکانات کی منظوری دے۔

۳۔ مسٹر محمد ریاض انقلابی، وکیل اپیلانٹان نے مختصراً حالات و واقعات مقدمہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ اپیلانٹان باشندہ ریاست درجہ اول ہیں اور میرپور شہر کے مستقل رہائشی ہیں۔ اُن کو میرپور کے مختلف سیکٹرز میں ترقیاتی ادارہ کی سکیم کے تحت پلاٹ الاٹ شدہ ہیں۔ قانون نافذالوقت اور ترقیاتی ادارہ کے ماسٹر پلان کے مطابق رہائشی پلاٹس کے علاوہ صحت، سماجی، ثقافتی، مذہبی و دیگر ضروریات کے پیش نظر کچھ کھلی اور دیگر

جگہوں کو مفاد عامہ یعنی پارک، ہسپتال، مساجد، گلیوں وغیرہ کے لیے مختص کیا گیا۔ بعد ازاں ترقی یافتہ سیکٹرز اس شرط کے ساتھ بلدیہ میرپور کے حوالے کیے گئے کہ نہ تو بلدیہ نئے پلاٹس تخلیق کر سکتی ہے اور نہ ہی الاٹمنٹ کر سکتی ہے لیکن خلاف قانون مختص کردہ کھلی جگہوں پر نئے پلاٹس تخلیق کر کے مختلف لوگوں کو الاٹ کیے گئے۔ رسپانڈنٹان کا یہ فعل نہ صرف قانون کے خلاف ہے بلکہ اس سے اپیلانٹان کے حقوق بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ وکیل اپیلانٹان نے مزید دلائل دیتے ہوئے کہا کہ عدالت العالیہ نے فیصلہ زیر اپیل عدالت ہذا کے مطبوعہ فیصلہ ''ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی وغیرہ بنام ممتاز علی وغیرہ'' (۲۰۰۱ ایس سی آر ۲۶۳)، کے صریحاً خلاف صادر کیا ہے جبکہ آئینی تقاضوں کے مطابق آزاد کشمیر میں ہر انتظامی اتھارٹی عدالت العظمیٰ کے فیصلہ جات پر عمل کرنے کی پابند ہے۔ فاضل عدالت العالیہ نے قانون کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے بلدیہ کے وہ احکام جو عدالت ہذا کے فیصلہ کی تعمیل میں جاری ہوئے تھے، منسوخ کر دیے اور بلدیہ میرپور کو ہدایت جاری کی کہ وہ غیر قانونی طور پر تخلیق و الاٹ کئے گئے پلاٹس پر تعمیر کی نسبت نقشہ جات کی منظوری دے۔ فیصلہ زیر نزاع قابل رفتار نہ ہے۔ وکیل اپیلانٹان نے مزید دلیل دیتے ہوتے کہا کہ بعد ازاں حکومت کا ان الاٹمنٹس کو قانونی شکل دینے کا فعل درست نہ ہے۔ اس لیے اپیل ہذا منظور کرتے ہوئے نہ صرف فیصلہ زیر نزاع کو منسوخ کیا جائے بلکہ متعلقہ ادارے کو ہدایت بھی جاری فرمائی جائے کہ وہ ان غیر قانونی الاٹمنٹس کو منسوخ کرے اور اصلی ماسٹر پلان کو بحال کرتے ہوئے اُس پر عملدرآمد کرے۔

۴۔ وکیل رسپانڈنٹان نمبر ۱ و ۲، چوہدری خالد یوسف اور محمد ریاض تبسم نے فیصلہ زیر نزاع کا پرزور دفاع کرتے ہوئے کہا کہ اپیل ہذا حکومت کے مابعد اُٹھائے گئے اقدامات خاص طور پر نوٹیفکیشن محررہ ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء کی روشنی میں غیر مؤثر ہو چکی ہے۔ نوٹیفکیشن محررہ ۸ دسمبر ۲۰۱۵ء کی رُو سے نئی سکیم و سیکٹر منظور ہو چکے ہیں۔ پلاٹس درست طور پر رسپانڈنٹان کو الاٹ کیے گئے جن پر تعمیرات بھی کی گئی ہیں، اس لیے اُن کو اہم حقوق حاصل ہیں۔ اپیلانٹان عدالت العالیہ کے رُوبرو عرضی رٹ ہا میں فریق نہ تھے۔ وہ متاثرہ یا رنجیدہ فریق نہ ہیں اس لیے اُن کو دائری اپیل ہذا کا کوئی استحقاق حاصل نہ ہے۔ اپیل ہذا محض اسی بناء پر قابل اخراج ہے۔ دلائل وکیل اپیلانٹان غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ لوکل گورنمنٹ ایکٹ ۱۹۹۰ء میں ترمیم کے بعد بلدیہ کی الاٹمنٹ پر عائد پابندی ختم ہو چکی ہے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ جس کا حوالہ وکیل اپیلانٹان دے رہے ہیں وہ ''فیصلہ متعلقہ عوام الناس'' نہ ہے بلکہ ''فیصلہ متعلقہ فریق'' ہے۔ مزید برآں اس کا اطلاق مؤثر بہ ماضی نہ ہوگا بلکہ مؤثر بہ مستقبل ہوگا۔ چونکہ رسپانڈنٹان اُس فیصلہ میں فریق نہ تھے اس لیے اُن پر فیصلہ کا اطلاق نہ ہوتا ہے۔ اپنے موقف کی تائید میں اُنہوں نے مطبوعہ فیصلہ جات عنوانی میسرز فضل اینڈ سنز بنام فیڈرل بورڈ آف ریونیو (پی ایل جے ۲۰۰۹ ایس سی ۸۰۸)، اقتدار حیدر بنام بینک آف پنجاب وغیرہ (این ایل آر ۲۰۰۱ سول ۵۴۱)، میسرز دیوان سلیمان فائبر وغیرہ بنام حکومت این ڈبلیو ایف پی وغیرہ (پی ایل ڈی ۲۰۰۱ ایس سی ۴۴۱)، میاں محمد شہباز شریف بنام چوہدری محمد الطاف حسین وغیرہ (پی ایل ڈی ۱۹۹۵ لاہور ۵۴۱) اور علی حسین بنام میرزمان (پی ایل جے ۱۹۸۶ لاہور ۵۴۶) کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اپیلانٹان کی اپیل میں کوئی وزن نہ ہے جو کہ معہ خرچہ مقدمہ خارج فرمائی جائے۔

۵۔ ہم نے دلائل وکلاء سننے کے بعد اپیل ہذا میں زیر نزاع امور کا ریکارڈ کی روشنی میں بنظر عمیق جائزہ لیا ہے۔ رسپانڈنٹان کی طرف سے اپیل ہذا کی نسبت ایک ابتدائی عذر اُٹھایا گیا کہ اپیلانٹان قانوناً متاثرہ یا رنجیدہ فریق کی تعریف میں نہ آتے ہیں اس لیے اُن کو حق اپیل حاصل نہ ہے۔ اس نکتہ کے تعین کے لیے مسلمہ وضع شدہ اصول قانون کے تحت معاملہ زیر نزاع کی نوعیت، اُس کے اثرات اور اپیلانٹان کے اُس کی نسبت ذاتی اور اجتماعی مفادات و حقوق کی روشنی میں جائزہ لینا ہوگا۔ اپیلانٹان مسلمہ طور پر میرپور شہر کے سکونتی ہیں اور اندر حدود بلدیہ و میرپور ترقیاتی ادارہ رہائشی مکانات و پلاٹس کے مالکان ہیں۔ اس طرح یہ امر مسلمہ ہے کہ انہیں ریاستی باشندہ اور میرپور کا شہری ہونے کے حوالے سے تحت قانون جملہ حقوق حاصل ہیں جن میں انفرادی ملکیت جائیداد کے ساتھ منسلکہ جملہ مشترکہ حقوق شہریت بھی شامل ہیں۔ جدید طرز وتمدن میں ارتقاء کے ساتھ ساتھ بستیوں میں انفرادی حق جائیداد کے علاوہ اجتماعی مشترکہ حقوق و مفادات کو بھی اہمیت حاصل ہے اور انہیں مقامی اور خصوصی قوانین کے تحت تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ رہائشی علاقوں میں صحت، تفریح، سماجی و مذہبی ضروریات کی نسبت سہولیات فراہم کرنے کے لیے ایک منصوبہ بندی اور رہائشی سکیموں میں ان مقاصد کی نسبت اراضی کا مختص کیا جانا بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس طرح کی ضروریات کی نسبت مقامی رہائش پذیر افراد قانونی حقوق کے حامل ہیں اور وہ ان حقوق کے تحفظ کے لیے انفرادی واجتماعی ہر دو صورتوں میں چارہ جوئی کا حق رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ عذر کہ اپیلانٹان متاثرہ یا رنجیدہ فریق نہ ہیں، درست معلوم نہ ہوتا ہے۔ جدید دور میں عدالتوں نے متاثرہ و رنجیدہ فرد کے تعین کے لیے جو اصول وضع کیے ہیں اُن میں معاملہ کی نوعیت کے مطابق ایک وسیع تر مفہوم میں اس کا تعین کیا جانا مقصود ہوتا ہے نہ کہ محدود حوالے سے۔ متاثرہ فرد ہونے کے لیے ذاتی محدود قانونی حق کے ضیاع کو ثابت کرنا ہی ضروری نہ ہے بلکہ اگر حالات کے تناظر میں اُس کو حاصل مشترکہ اجتماعی حقوق متاثر ہو رہے ہوں یا جن معاملات میں اس کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق ہے ان معاملات میں قانون پر عملدرآمد نہ ہو رہا ہو تو وہ متاثرہ فرد کی تعریف میں آتا ہے۔ اس ضمن میں عدالت ہذا اور دیگر اعلیٰ عدالتوں کے لاتعداد قانونی نظائر موجود ہیں جن میں سے عدالت ہذا کا تازہ ترین مطبوعہ فیصلہ عنوانی رحمت اللہ خان وغیرہ بنام آزاد حکومت وغیرہ (۲۰۱۴ ایس سی آر ۱۳۸۵) ہے جس میں اس معاملہ کا بذیل احاطہ کیا گیا:۔

"22. We have also considered the moot point agitated from both sides regarding the status of the appellants to be of aggrieved persons. In our view the material factual and legal propositions raised in the writ petition along with the prayed relief have to be considered for determination of this proposition. The factual proposition raised in this case relates to the constitutionally guaranteed fundamental rights of the State subjects and enforcement of law. Keeping in view the nature of the controversy, the question of enforcement of fundamental rights of the state subjects, supremacy of law, every State subject in such like matters is aggrieved person. Our this view finds support from the principle of law laid down by this Court in the case reported as Chaudhry Ali Muhammad Chacha vs. Azad Government & 4 others [2006 SCR 232] wherein on almost identical question of allocation of land for the educational institution, the petitioner being a citizen approached the Court and was declared as aggrieved. It will be useful to reproduce here para 6 of the judgment as under:-

'6 The learned Judge of the High Court has held that the appellants are not aggrieved persons because the College was handed over to the Government. We are unable to agree with the view

expressed by the learned Judge because as the 'aggrieved person' is concerned, it has been defined by this Court in various cases that 'aggrieved person' does not mean that he should have a strict juristic right. It is sufficient if he successfully establishes that he has an existing right to assail the order which is illegal and adversely affects his rights whatever they may be or he should establish that he has some interest in the cause. As such was held by this Court in a case titled Ajaib Hussain & another v. Muhammad Fazil & 5 others [1980 CLC 198]. wherein at page 201 it has been held:

'We may now advert, to examine the validity of the argument that the respondents were not aggrieved party competent to file the writ petition. The argument to us is without foundation. The learned counsel seems to be labouring under a misconception that only a person whose vested rights have been directly invaded by an action can be termed as an aggrieved person. But in our view it is not necessary that a person invoking writ jurisdiction should have a juristic right. It is sufficient if he successfully establishes that he has an existing right to assail an order which is illegal and adversely affects his rights whatever they may be. In this view of the matter if an act is without lawful authority, and a person is adversely affected by such an act, he can seek declaration that such act is without lawful authority adversely affecting his interest. So to say that a person can only be termed as an aggrieved person if his vested interests are flouted is an incorrect import and meaning of the word 'aggrieved' in context of writ jurisdiction.'

As such was also held in a case titled Muhammad Islam v. Abdul Rashid and others [1993 SCR 37], wherein at page 39 it was observed as under:--

'It may be stated that for maintaining the writ jurisdiction it is not necessary that the petitioner seeking remedy by way of a writ must possess a juristic right so as to be an aggrieved person. It is sufficient if he shows that he has some tangible interest in the matter. The respondent No. 1 has amply proved the aforesaid condition required for maintaining his writ petition and seek relief through the same writ.'

It further finds support from the case reported as Umar Din Kiani v. Azad Govt. & Others [1995 SCR 166], wherein it has been held as under:--

'Although it is not necessary to qualify as an aggrieved person that a right in a strict juristic sense should be vested in him, yet a person must at least show that he has some interest that the respondent should act in accordance with law.'

Similar observations were also made in a case reported as Residents of Mirpur v. Mayor Municipal Corporation Mirpur and another [1995 SCR 332]. It further finds support from a case reported as Raja Abdul Majid and 24 others v. Syed Abdul Latif Shah and 4 others [1999 SCR 459], wherein at page 462 it was held as under -

'It may be reiterated once again that to be an aggrieved person it is not necessary that an applicant should be an aggrieved person in strict juristic sense. If his interests are liable to be jeopardized by an act of a functionary of the Government which is not in accordance with law, the applicant for the redressal of his grievance becomes an aggrieved person'."

The apex Court of Pakistan in a case reported as Zahir Enterprises vs. Government of Balochistan and others [1999 MLD 3112], at page 3133, while dealing with the identical question has held as follows:-

"It is well-known by the time, that to invoke the Constitutional jurisdiction under Article 199 of the Constitution, it is necessary that petitioner must show a vested right to claim discretionary relief. This condition of being an aggrieved person, stands fulfilled, particularly in the matter, which involves public interest litigation, if it has been established that the petitioner is an interested person and the object of invoking the jurisdiction is not to claim relief, essentially in his favour, but only to show that by means of an administrative action, unlawful proceedings have been drawn, which are required to be rectified by exercising judicial review. As it has been noted hereinabove, in the instant case, the petitioner not only has shown his interest in seeking relief from the Court, that Administrative Department must provide equal opportunity to all the Traders, Suppliers, interested in the business of supply wheat, but has also proved with the help of record, maintained by the department that on a large scale, illegalities and irregularities, have been committed in the Food Department, to favour the respondent No3, by entering into a deal of purchase of wheat, which he allegedly has imported from outside the country, although for this prupose, as far as the department is concerned, it has not shown its inclination, at any stage, to the wheat supplier Agencies, i.e. MINFAL, PASSCO or any other source, that it is not possible to procure wheat, therefore, it has become necessary to purchase wheat from respondent No. 3. Thus, under these circumstances, the petitioner-firm falls within the category of persons, who validly and competently, can invoke the jurisdiction of this Court, under Article 199 of the Constituin of Islamic Republic of Pakistan. Reference in this behalf can be made to the judgments, reported in PLD 1992 Kar. 283; 1998 MLD 474 and 1998 ML:D 1219. Relevant para. from the last mentioned is reproduced hereinbelow:-

'Thus, it would appear from the recent trend of the pronouncements of the superior Courts that for maintaining a petition under Article 199 of the Constitution all that has to be shown is that the petitioners have an interest in the subject-matter which may not, necessarily, be a right as such, in the stricto senso. As mentioned above, in the present case, some of the petitioners are residents of the same areas and have interest in the maintenance of the areas residential. Another reason why the petitioners have a right to maintain the petition is that the petitioners have also challenged the construction on the ground of it having encroached upon the proposed width of the Main Clifton Road and, therefore, every citizen who may at one time or the other happen to use that road would be directly affected by such encroachment for this would result in the narrowing down of the road. For all the aforesaid reasons, we consider that the petitioners have locus standi to file the present petition'."

The apex Court of India, also in a landmark Judgment in the case reported as Bandhua Mukti Morcha vs. Union of India & others [AIR 1984 SC 802], referred to by counsel for the appellants, has opined on this legal proposition as follows:-

"75. The substance of the grievance of the petitioners in this petition is that the workmen referred to in the communication addressed to this Court are bonded labourers. In 1976, the Parliament enacted the Bonded Labour System (Abolition) Act, 1976 and by virtue of the provisions of the said Act, the bonded labour system has been declared to be illegal in this country. Any person who is wrongfully and illegally employed as a labourer in violation of the provisions of the Act, is in essence deprived of his liberty. A bonded labourer truly becomes a slave and the freedom of a bonded labourer in the master of his employment and movement is more or less completely taken away and forced labour is thrust upon him. When any bonded labourer approached this Court, the real grievance that he makes is that he should be freed from this bondage and he prays for being set at liberty and liberty is no doubt a fundamental right guaranteed to every person under the Constitution. There cannot be any manner of doubt that any person who is wrongfully and illegally detained and is deprived of his liberty can approach this Court under

Art. 32 of the Constitution for his freedom from wrongful and illegal detention, and for being set at liberty. In my opinion, whenever any person is wrongfully and illegally deprived of his liberty, it is open to anybody who is interested in the person to move this Court under Art. 32 of the Constitution for his release. It may not very often be possible for the person who is deprived of his liberty to approach this Court, as by virtue of such illegal and wrongful detention, he may not be free and in a position to move this Court. The petitioner in the instant case claims to be an association interested in the welfare of society and particularly of the weaker section. The petitioner further states that the petitioner seeks to promote the welfare of the labourers and for promoting the welfare of labour, the petitioner seeks to move this Court for releasing the bonded labourers from their bondage and for restoring to them their freedom and other legitimate rights. The bonded labourers working in the far away places are generally poor and belong to the very weak section of the people. They are also not very literate and they may not be conscious of their own rights. Further, as they are kept in bondage their freedom is also restricted and they may not be in a position to approach this Court. Thought no fundamental right of the petitioner may be said to be infringed, yet the petitioner who complains of the violation of the fundamental right of the workmen who have been wrongfully and illegally denied their freedom and deprived of their constitutional right must be held to be entitled to approach this Court on behalf of the bonded labourers for removing them from illegal bondage and deprivation of liberty. The locus standi of the petitioner to move this Court appear to be conclusively established by the decision of this Court in the case of S.P. Gupta v. Union of India, (1981) Supp SCC 87: (AIR 1982 SC 149). Forced labour is constitutionally forbidden by Article 33 of the Constitution. As in the present case the violation of the fundamental right of liberty of the workmen who are said to be kept in wrongful and illegal detention, employed in forced labour, is alleged, Art. 32 of the Constituent, to my mind, is clearly attracted. The first ground raised on behalf of the respondents cannot, therefore, be sustained."

On this legal proposition, after survey of plethora of the judgments of subcontinent in a latest judgment in the case reported as Sajjad Hussain Shah and others vs. Azad Jammu and Kashmir Council Secretariat through Joint Secretary Council Secretariat Sector F-5/2 Islamabad and others [PLJ 2014 AJ&K 217], full bench of the Azad Jammu and Kashmir High Court concluded as follows:-

"In view of above stated position of law we hold that question of locus standi or aggrieved person employed in Section 44(2) (c) is sine qua non for invoking extraordinary jurisdiction of this Court but in appropriate cases where petition is filed in the larger interest of the society by a lawyer or a State Subject in which violation of the fundamental rights is pointed out then the question of locus standi can be construed liberally but subject to law laid down by the superior Courts in various pronouncements discussed hereinabove. The objection is therefore, repelled."

In the light of the enunciated principle of law, there is no doubt in our minds that all the appellants/petitioners being state subjects, keeping in view the legal and factual proposition of this case and the prayed relief are aggrieved persons, therefore, writ petition filed on their behalf is competent."

اس حوالہ سے مطبوعہ مقدمات عنوانی عمر دین کیانی بنام آزاد حکومت وغیرہ (۱۹۹۵ ایس سی آر ۱۶۶)، سردار آفتاب احمد وغیرہ بنام میجر ریٹائرڈ محمد آفتاب احمد وغیرہ (۱۹۹۹ ایس سی آر ۱۱۹) اور پرویز اختر بنام شیخ راشد مجید وغیرہ (۲۰۰۰ ایس سی آر ۴۵۲) کا حوالہ بھی دیا جا سکتا ہے۔

اس طرح حالات وواقعات کے تناظر میں، وسیع تر مفہوم کے پیش نظر اپیلانٹان متاثرہ ورنجیدہ شخص کی تعریف میں آتے ہیں اور انہیں دائری اپیل کا حق حاصل ہے۔

۶۔ جدید دور میں عدالتوں نے نہ صرف اجتماعی مفاد کے تحفظ کے لیے جدوجہد کو جائز قرار دیا بلکہ ایسے افراد کی خدمات کو سراہا بھی ہے۔ اس ضمن میں مطبوعہ فیصلہ عنوانی ایم سی مہتا وغیرہ بنام یونین آف انڈیا وغیرہ (اے آئی آر ۱۹۸۷ سپریم کورٹ ۹۶۵) قابل انحصار ہے جس میں قرار دیا گیا کہ:

24""-. Before we part with this judgment we would like to express our deep sense of appreciation for the bold initiative taken by the petitioner in bringing this public interest litigation before the Court. The petitioner has rendered signal service to the community by bringing this public interest litigation and he has produced before the Court considerable material hearing on the issues arising in the litigation. He has argued his case with great sincerity and dedication and the people of Delhi must be grateful to him for expousing such a public cause. There is no doubt in our mind that but for this public interest litigation brought by the petitioner, there would have been no improvement in the design, structure and quality of the machinery and equipment in the caustic chlorine plant nor would any proper and adequate safety devices and instruments have been installed nor would there have been any pressure on the management to observe safety standards and procedures and the possibility cannot be ruled out that perhaps some day oleum gas tragedy might have been repeated but this time with chlorine gas which is admittedly more dangerous than oleum gas. Though lone and single, he has fought a valiant battle against a giant enterprise and achieved substantial success. We would therefore as a token of our appreciation of the work done by the petitioner direct that a sum of Rs.10,000/- be paid by Shriram to the petitioner by way of costs."

۷۔ معاملہ ہذا میں رسپانڈنٹان نمبر ا و ۲ کا یہ دعویٰ ہے کہ انہیں باضابطہ پلاٹس الاٹ ہیں اور وہ ان پر تحت قانون تعمیرات کرنے کے مستحق ہیں لیکن متعلقہ حکام بلدیہ نے بدوں قانونی جواز اُن کے حق میں عمارات کے تعمیراتی نقشہ جات کی منظوری سے انکار کرتے ہوئے احکامات جاری کیے جو خلاف قانون ہیں۔ فیصلہ زیر نزاع کی رُو سے عدالت العالیہ نے احکامات محررہ ۲۰۰۶-۱۲-۲، ۲۰۰۷-۸-۱۰ اور ۲۰۰۸-۱-ا کو منسوخ کرتے ہوئے رسپانڈنٹان مالکان کے حق میں ضروری منظوری صادر کرنے کا حکم دیا ہے۔ معاملہ کے احاطہ کے لیے احکامات منسوخ شدہ کا درج کیا جانا ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہیں:۔

''میرپور میونسپل کارپوریشن

آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر

نمبر ایم سی / ۳۶۵۸ / ۰۶ مورخہ ۔۰۶-۱۲-۲

بخدمت۔۔

خادم حسین سینئر کلرک،

میونسپل کارپوریشن میرپور

عنوان: منظوری نقشہ

معاملہ مندرجہ عنوان الصدر میں بحوالہ آپ کی درخواست منظوری نقشہ پلاٹ نمبر ۹۸ جی، ۹۸ ایف سیکٹر ای۔۲ میرپور تحریر ہے کہ پلاٹ متذکرہ بالا کی الاٹمنٹ ادارہ ہذا نے کر رکھی ہے۔

ادارہ ہذا کی جملہ الاٹمنٹ کو عدالت العالیہ نے فیصلہ محررہ ۱۷۔۵۔۱۹۹۹ء و عدالت عظمیٰ نے اپنے فیصلہ محررہ ۳۰۔۵۔۲۰۰۰ء کو خلاف قواعد قرار دیا ہوا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی درخواست پر کاروائی ممکن نہ ہے۔

لہذا اطلاعاً تحریر ہے۔

اسٹیٹ آفیسر

میونسپل کارپوریشن

میونسپل کارپوریشن میرپور

آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر میرپور

نمبر ایم سی / ۲۰۱۱ / ۲۰۰۷ مورخہ۔ ۱۰ اگست ۲۰۰۷ء۔

بخدمت۔۔

چوہدری ولایت حسین ولد چوہدری اللہ داد،

ساکن تھوتھال تحصیل میرپور۔

عنوان: اجازت تعمیر پلاٹ نمبر A۳۰۔ کے ملحقہ رقبہ سب سیکٹر E-۱ تحصیل میرپور۔

معاملہ مندرجہ عنوان الصدر میں بحوالہ آپ کی درخواست محررہ ۲۰۰۷۔۰۸۔۰۳ تحریر خدمت ہے کہ آپ نے پلاٹ نمبر A۳۰۔ بمعہ ملحقہ رقبہ سیکٹر E-۱ میرپور کا نقشہ بسلسلہ منظوری ادارہ ہذا میں پیش کیا ہے۔ اس بارہ میں تحریر ہے کہ پلاٹ نمبر A۳۰۔ کے ساتھ اضافی الاٹ شدہ ملحقہ

رقبہ کی الاٹمنٹ چٹ اور قبضہ چٹ جاری نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے ملحقہ رقبہ کا نقشہ منظور نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں ملحقہ رقبہ ادارہ ہذا کی الاٹمنٹ ہے۔ ادارہ ہذا کی الاٹمنٹ ہائی کورٹ کے فیصلہ محررہ ۱۹۹۹۔۰۵۔۱۷ اور سپریم کورٹ کے فیصلہ محررہ ۲۰۰۰۔۰۵۔۳۰ کے تحت خلاف قواعد قرار پاچکی ہے۔ لہذا آپ کے پیش کردہ نقشہ پر کاروائی کرنا ممکن نہ ہے۔

لہذا اطلاعاً تحریر ہے۔

اسٹیٹ آفیسر

میونسپل کارپوریشن میرپور

میونسپل کارپوریشن میرپور

آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر میرپور

نمبر ایم سی ۰۸/۱۰ مورخہ ۔ ۲۰۰۸۔۰۱۔۰۱

بخدمت۔۔

چوہدری ریاست علی ولد چوہدری نور عالم،

پلاٹ نمبر ۸۱ F- سیکٹر ۱-A میرپور۔

عنوان: منظوری نقشہ۔

معاملہ مندرجہ عنوان الصدر میں تحریر ہے کہ آپ نے پلاٹ نمبر ۸۱ F- تعدادی ۴۵X۶۰ سیکٹر ۱-A میرپور آپ کے نام سال ۱۹۹۷ء میں الاٹ ہوا۔ ادارہ ہذا کی الاٹمنٹ کو عدالت العالیہ کے فیصلہ محررہ ۱۹۹۹۔۰۵۔۱۷ و عدالت العظمیٰ کے فیصلہ محررہ ۲۰۰۰۔۰۵۔۳۰ کو غیر قانونی قرار دیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کا نقشہ تعمیر مکان پاس کرنا ممکن نہ ہے۔

لہذا اطلاعاً تحریر ہے۔

اسٹیٹ آفیسر

میونسپل کارپوریشن میرپور۔''

مندرجہ بالا ہر سہ احکامات زیر نزاع میں عدالت العالیہ اور عدالت ہذا کے فیصلہ کا حوالہ دیتے ہوئے رسپانڈنٹان مالکان کے حق میں پلاٹس کی الاٹمنٹ کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں بنیادی اہمیت کے فیصلہ ۲۰۰۱ ایس سی آر ۲۶۳ کے پیراگراف ۷و۸ بذیل درج ہیں:۔

7"-. We have given due consideration to the question in the light of the arguments advanced at Bar. It may be pointed out that the Azad Jammu & Kashmir Mirpur Development Authority Ordinance, 1974, is a special statute which deals with a specified area, i.e., commonly known as Mirpur Town. The perusal of the aforesaid Ordinance reveals that before its amendment in the year 1984, the Mirpur Development Authority was the sole authority to prepare development scheme etc. and the Municipal Committee had limited powers which were subject to the approval of the Mirpur Development Authority, as is evident from the provisions contained in sections 12,16 and 19 of the Ordinance of 1974. It is important to point out here that despite the said amendment, the aforesaid sections were not amended and remained as before. Thus, the aforesaid powers of the Municipal Committee remained limited even after the amendment. After handing over of certain area to the Municipal Committee by virtue of aforesaid amendment and the Government notification, the powers of the Municipal Committee regarding said area are circumscribed by the amended provisions of section 3 of the Ordinance of 1974 and the notification dated 14.2.1985. Thus, it can be said that after handing over the control of certain area to the Municipal Committee, it would have all those powers which vested in the Mirpur Development authority; the handing over the control of certain area would not automatically invest the Municipal Committee with the powers which were available to the Mirpur Development Authority because no such provision has been made in the amended Ordinance of 1974. The other statute which deals with the powers of Municipal Committee is the Local Government Act, 1990. It may be pointed out that the said Act is not specifically meant for the Mirpur Town but deals with all the local bodies, including the other Town Committees and the Corporations of the State. In other words, the provisions contained in the aforesaid Act would be operative in relation to Mirpur Town subject to the amended Ordinance of 1974 which is a special law meant for the development etc. of the town. It is well settled principle of law that when there are more than one statute dealing with the same subject matter, the provisions contained in the special statute would prevail against the provisions of the general statute on the same subject. Thus, the powers which the Municipal Committee would enjoy in relation to the area which was handed over to it after the amendment of 1984 and the notification of 1985, are to be judged in view of provisions contained in the amended Ordinance of 1974 rather than the general provisions contained in Local Government Act, 1990. However, if a particular situation is not covered by the amended Ordinance of 1974, the provisions contained in the Local Government Act, 1990 would be applicable to such situation, provided they do not offend against the provisions contained in Ordinance of 1974. For elucidating the matter, it would be expedient here to reproduce below the amended section 3 of Ordinance of 1974:-

'(1) The Government may, from time to time, by notification in the official Gazette, declare any part or parts of Mirpur District to be Specified Areas.

(2)(a) That the Mirpur Development Authority shall transfer the already developed areas of the Mirpur Town to the Municipal Committee on such terms and conditions as agreed upon by the Mirpur Development Authority and the Municipal Committee Mirpur;

(b) In case any dispute arises between Mirpur Development Authority and Municipal Committee Mirpur the matter shall be referred to the Government whose decision shall be final.

(3) The terms and conditions of the transfer shall be notified by the Government in the Government Gazette;

(4) All the powers of allotment, cancellation, transfer of proprietary rights and other matters in these areas shall vest with the Municipal Committee after compliance with (2) and (3) above.

(5) Notwithstanding anything contained in this Ordinance or in any other law any such notification as aforesaid may be made so as to be retrospective to any day not earlier than the first day of June 1974, and where a notification is so made, the provisions of this Ordinance shall, in so far as they affect the Areas Specified, apply as if this Ordinance was promulgated on the day to which the notification is made retrospective.'

8. The perusal of the above provisions reveals that under subsection (3) of the Ordinance, the powers which are to be exercised by the Municipal Committee under subsection (4) of section 3 became available only after the notification was issued by the Government under subsection (3) on 14.02.1985. It is pertinent to note that under subsection (3)(a) of section 3, only 'developed area' of Mirpur Town could be transferred to the Municipal Committee; the matter is further clarified by the notification of 1985 which stipulates that the area which was to be transferred to the Municipal Committee but was not yet fully developed, the development work should be completed as soon as possible to facilitate the transfer of the same to the Municipal Committee. Evidently, only an area which was already developed could be handed over to the Municipal Committee. It is for this reason that under subsection (4) of section 3, there is no stipulation of making plots in the area transferred to the Municipal Committee and the powers which are vested in the Municipal Committee related only to the allotment s, cancellation and transfer of proprietary rights of the plots already in existence. The expression 'other matters in these areas' used in subsection (4) would mean only the matters which are akin to the allotment, transfer, cancellation etc. of the plots and not the powers of creation of new plots in the area which had been already developed. Therefore, irrespective of the proviso to section 61 of the Local Government Act, 1990, the Ordinance of 1974 does not invest the Municipal Committee with the powers to create new plots in 'open and other spaces' which may be existing in the area handed over to it. Even if it is assumed for the sake of argument that the developed area given under the control of the Municipal Committee was otherwise developed within the meaning of subsection (2)(a) of section 3 but the plots were not marked over the same, the Municipal Committee would be competent to mark the plots on a site but it is not empowered to create new plots in the 'open and other spaces' of the area where plots had been already marked, as envisaged under the proviso to section 61 of the Local Government Act, 1990; the new plots cannot be 'created ' on the one pretext or the other, i.e., describing a place as an 'awkward' or a 'rejected' etc. as has been done in the Regulations of 1985. The proviso to section 61 of the Local Government Act, 1990, shows that the prohibition with regard to the creation of plots in the 'open and other spaces' presupposes the existence of a master plan of the area which was prepared by the Mirpur Development Authority previous to handing over of the area to the Municipal Committee. Thus the creation of new plots by the Committee

is not permissible in the said area. For convenience, the relevant part of section 61 of the Local Government Act, 1990, is reproduced as under:-

'61. Powers to dispense of plots/land.- (1) A Municipal Committee may retain, or may lease, sell, exchange, cancel the allotment issued by it, rent out or otherwise dispose of any plot or land vested in it by the Government, Mirpur Development Authority or any other authority, in the prescribed manner;

Provided that the Municipal Committee shall not.-

(i) create new plots in open and other spaces;

(ii) deviate/encroach upon limits laid down in the Master Plan;

(iii) interfere with the plots reserved for environmental, Government and other specified purposes.

(2) ……………………………………………

(3) ……………………………………………'

The provisions of proviso, reproduced above, clearly show that the Municipal Committee is prohibited to create new plots in 'open and other spaces' meaning thereby that the 'spaces' envisaged are those which existed in the area of which the master plan had already been prepared and the plots had been marked by the Mirpur Development Authority or any other competent authority. The aforesaid restrictions have been placed so as to avoid the deviation from the master plan and spoiling of the environmental and geographical atmosphere of the town. As stated earlier, those provisions of Local Government Act, 1990, which offend against the provisions contained in the Ordinance of 1974, would not prevail against the provisions of the Ordinance of 1974 which is a special law; for instance the provisions in the 5th Schedule to the Local Government Act, 1990, whereby the plots can be created by the Municipal Committee would not hold true in case of Mirpur Town rather the said provisions being general in nature would apply to the towns where special law, like the Ordinance of 1974, is not in force. However, the provisions being general in nature would apply to the towns where special law, like the Ordinance of 1974, is not in force. However, the provisions contained in proviso to section 61 of the Local Government Act, 1990, which prohibit a Municipal Committee to create new plots in the 'open and others spaces' being in consonance with the amended Ordinance of 1974 would be applicable to the area given under the control of the Municipal Committee and are relevant to the question as to whether the Municipal Committee, Mirpur, is legally competent to create new plots in 'open and other spaces' under its control."

۸۔ آزاد کشمیر میں میرپور ایک ایسا شہر ہے جسے کسی منصوبہ بندی کے تحت تعمیر کرنے کے لیے میرپور ترقیاتی ادارہ آرڈیننس سنہ ۱۹۷۴ء کے تحت ترقیاتی ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا جو ابھی تک نافذ العمل ہے۔ اس قانون کے باب تین جو دفعات ۱۱ تا ۲۲ پر مشتمل ہے میں ماسٹر پلان، ماسٹر پروگرام اور مختلف سکیموں کی تیاری اور اُن پر از خود یا بذریعہ بلدیاتی ادارہ و ایجنسی عملدرآمد کے سلسلہ میں قانونی تقاضے وضع کیے گئے ہیں۔ اس آرڈیننس میں وقتاً فوقتاً چند ترامیم بھی عمل میں لائی گئیں۔ اہم ترامیم سال سنہ ۲۰۱۴ء میں بروئے ایکٹ نمبر XXXI X عمل لائی گئیں جن کی رُو سے دفعہ ۱۲ کو مبدل کیا گیا اور مزید برآں دفعہ ۱۲۔اے کا اضافہ کیا گیا۔ دونوں دفعات درج ذیل ہیں:۔

"12. Preparation of Schemes by the Authority:- (1) The Authority may pursuant to the Master Plan and the Master-Programmes, prepare a Scehme or Schemes in respect of matters relating to.-

(a) Land use, zoning and land reservations;

(b) public buildings;

(c) transportation and communication, highways, roads, streets, railways, aerodromes and inland water transport;

(d) Parks and Horticulture;

(e) community planning, housing, slum, clearances, amelioration, sewerage disposal, electricity supply, gas supply and other public utilities; and

(f) preservation of objects and places of historical and scientific interest or natural beauty.

(2) The Government may, on the recommendations of the Board by notification in Official Gazette, add, alter or amend the list of subjects given in the preceding sub-section and any such addition, alteration or modification shall take effect as it has been enacted in this Act.

(3) No planning or development Scheme shall be prepared by any person or by any local body, agency or authority except with the permission of the Authority.

12-A. Bar to Prepare Master Plan Schemes etc.- No other department, agency or corporation, as the case may be, shall be competent to prepare master programme, development schemes and execute site development schemes except the Authority in the specified area."

مندرجہ بالا خصوصی قانون کے علاوہ آزاد جموں وکشمیر میں شہری سہولیات کے حوالے سے آزاد جموں وکشمیر لوکل گورنمنٹ ایکٹ مجریہ ۱۹۹۰ء بھی نافذالعمل ہے جس کے شیڈول V میں لوکل کونسل کے علاوہ بلدیہ کی لازمی ذمہ داریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں صفائی، صحت عامہ، تعلیمی ادارے، ٹاؤن پلاننگ بشمول ماسٹر پلان کی ترتیب، گلیوں میں پانی کی نکاسی، کھلی جگہوں کی فراہمی، عوام الناس کے مفاد اور خدمات کے لیے اراضی کا مختص کیا جانا، شاہراہ عام اور گلیوں کی فراہمی، ناجائز تجاوزات کو روکنا، عوامی منڈیوں، عوامی تفریح کے لیے باغات، لائبریریوں، فلاحی اداروں، فلاحی گھروں، قبرستان اور شمشان گھاٹ کا قیام جیسے تقریباً ۲۷ قسم کے معاملات شامل ہیں۔ جہاں تک عمارتوں کی تعمیر اور نقشہ جات کی منظوری کا تعلق ہے تو شماریہ ۲۶ میں اس نسبت خصوصی طریقہ کار وضع کیا گیا ہے اور بلدیہ کا نقشہ منظور نہ کرنے پر حق اپیل روبرو حکومت فراہم کیا گیا ہے۔ اس طرح قوانین نافذالوقت کے تحت بلدیہ حدود میں آباد شہریوں کا یہ حق ہے کہ اُنہیں تمام تر بنیادی شہری ضرورتیں فراہم کی جائیں اور اس مقصد کے لیے منصوبہ بندی کی جا کر اُس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ ترقیاتی اور بلدیاتی اداروں کا قیام انہی مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ غیر منظم اور بے ڈھنگے طریقے سے کی گئی تعمیرات کو روکا جائے اور شہری ضرورتوں سے محروم بستیوں اور آبادیوں کو انسانی معاشرت اور تمدن کے مطابق آباد اور منظم کیا جا سکے۔ اگر قوانین کی روح اور انسانی زندگی کے تمدنی تقاضوں کو مدنظر رکھا جائے تو اس میں کوئی دوسری رائے نہ ہے کہ اجتماعی انسانی آبادی میں پارکوں، سڑکوں، گلیوں، قبرستانوں اور دیگر مذہبی تقاضوں کے مطابق عبادت گاہوں کے لیے جگہ کا مختص کیا جانا اور منصوبہ بندی کرنا لازمی ہے۔ اس حوالہ سے آزاد کشمیر میں

عموماً اور میرپور میں خصوصاً ہر خاص و عام، اداروں کی جانب سے ماسٹر پلان کی خلاف ورزی اور اجتماعی شہری حقوق کی پامالی سے متاثر اور رنجیدہ نظر آتا ہے۔ عدالتی ریکارڈ پر یہ بات بھی موجود ہے کہ کئی ایک مقدمات میں سڑکوں اور گلیوں کے لیے مختص جگہوں پر اداروں نے انتہائی غفلت سے خلاف قانون رہائشی پلاٹس کی تخلیق کی ہوئی ہے۔ اسی طرح نالوں، پارکوں اور دیگر تمدنی ضرورتوں کے لیے مختص جگہوں کو بھی انفرادی مفادات کے پیش نظر رہائشی پلاٹس میں تبدیل کر دیا گیا جس سے نہ صرف قانونی مالکان اور رہائشی باشندوں کے حقوق بری طرح متاثر ہوئے بلکہ صحت، صفائی، ماحول، ٹریفک وغیرہ جیسے سنگین مسائل نے بھی جنم لیا جس سے لوگوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ یہ تمام صورتحال متعلقہ اداروں کی اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی اور ناجائز اختیارات کے استعمال کا شاخسانہ ہے۔ مفاد عامہ کے لیے مختص جگہوں کی ہیئت تبدیل کرنے یا دیگر اغراض کے لیے استعمال و الاٹ کرنے کا عمل نہ صرف قانون کے مغائر ہے بلکہ عدالت ہذا نے ہمیشہ مفاد عامہ کے لیے مختص جگہوں کو اُسی مقصد کے لیے استعمال کرنے کو لازمی قرار دیا جس مقصد کے لیے وہ مختص کی گئیں۔ اس ضمن میں مطبوعہ فیصلہ عنوانی چوہدری عبدالخالق وغیرہ بنام محمد مالک وغیرہ (۱۹۹۷ سی ایل سی ۴۴۲) میں قرار دیا کہ:

"8. The respondents, in our view, could not substantiate their claim that the area under dispute was not reserved for common purposes of an Eidgah of residents of the locality and even not an iota of material was brought on record in support of their claim. The High Court, thus, committed an error in accepting the writ petition. Keeping in view the peculiar facts and circumstances of the case, we have formed the view that the Revising Authority rightly reached the conclusion that the area reserved for Eidgah should remain reserved as such."

۹۔ اپیل ہذا میں بلدیہ کے احکامات جو بظاہر عدالت العالیہ اور عدالت ہذا کے فیصلہ جات کی روشنی میں جاری کیے گئے، کو عرضی رٹ ہا کے ذریعے زیر نزاع لایا گیا۔ قانون رائج الوقت کے تحت ایسے معاملات کے حوالہ سے متبادل دادرسی بصورت حق اپیل روبرو حکومت موجود ہے۔ ایسی صورت میں عرضی رٹ ہا کا قابل پذیرائی ہونا ایک الگ بحث ہے۔ تاہم بلدیہ کے احکامات جن فیصلہ جات کی روشنی میں جاری کیے گئے اُن کے پس منظر میں جو مخصوص اہداف تھے اُن کا احاطہ اس طرح ہے کہ میرپور ترقیاتی ادارہ نے میرپور کے ترقی یافتہ سیکٹرز کا انتظام و انصرام اس واضح شرط کے ساتھ بلدیہ کے حوالے کیا کہ اُس کو نئے پلاٹس کی تخلیق اور الاٹمنٹ کا اختیار حاصل نہ ہے۔ عدالت ہذا نے مطبوعہ فیصلہ متذکرہ بالا (۲۰۰۱ ایس سی آر ۲۶۳) میں معاملہ کا جائزہ لینے کے بعد اخذ کیا کہ بلدیہ کمیٹی کو نئے پلاٹس تخلیق کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔ یہ فیصلہ حتمی ہو چکا ہے اور اس کے مغائر کوئی دلیل یا وجہ فریقین ریکارڈ پر نہ لا سکے ہیں۔

۱۰۔ رسپانڈنٹان کا یہ استدلال کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ترمیم ہونے کی وجہ سے بلدیہ کی الاٹمنٹ پر جو پابندی تھی وہ ختم ہو گئی ہے، قانون سے مطابقت نہ رکھتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ ایکٹ مجریہ ۱۹۹۰ء جو ایک عمومی قانون ہے، کی دفعہ ۶۱ کے مطابق بلدیہ

کمیٹی کھلی جگہوں پر نئے پلاٹس کی تخلیق نہیں کرے گی۔ علاوہ ازیں میرپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۴ء میں جدید ترمیم بشکل دفعہ ۱۲۔اے کی گئی جو بالکل واضح ہے کہ ماسوائے ترقیاتی ادارہ کوئی دوسرا محکمہ، ایجنسی یا کارپوریشن ماسٹر پلان اور سکیموں کی تیاری اور عملدرآمد کا اختیار نہ رکھتی ہے۔ معاملہ زیر نزاع سے متعلق دونوں قوانین کے بنظر عمیق جائزے سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مختص شدہ جگہوں پر ماسٹر پلان اور سکیموں کی تیاری اور عملدرآمد وغیرہ کا باقاعدہ طریقہ کار وضع ہے اور اس میں تبدیلی اسی طریقہ کار کے تحت وقوع پذیر ہو سکتی ہے۔ اس طریقہ کار کے علاوہ بلدیہ یا ترقیاتی ادارہ از خود تبدیلی کا مجاز نہ ہے۔

۱۱۔ معاملہ زیر نزاع کے حوالہ سے عدالت ہذا قبل ازیں ہی مطبوعہ فیصلہ متذکرہ بالا (۲۰۰۱ایس سی آر۲۶۳) میں تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کر چکی ہے کہ ترقیاتی ادارہ کی طرف سے بروئے نوٹیفکیشن مجریہ ۱۹۸۵ء منتقل کیے گئے سیکٹرز میں بلدیہ ماسٹر پلان میں مختص کردہ کھلی جگہوں پر نئے پلاٹس کی تخلیق نہ کر سکتی ہے اور نہ ہی ماسٹر پلان سے انحراف کرتے ہوئے جغرافیائی ماحول کو مجروح کر سکتی ہے۔ یہ اصول بھی وضع کر دیا گیا کہ ہے میرپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۴ء جو کہ خصوصی قانون ہے کو لوکل گورنمنٹ ایکٹ مجریہ ۱۹۹۰ء جو عمومی قانون ہے پر فوقیت حاصل ہے۔ علاوہ ازیں نافذ الوقت میرپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۴ء میں دفعہ A۳- کا اضافہ کیا گیا جو کہ بذیل ہے:۔

"3-A Transfer of developed area of the city to local Municipal Body.- (1) The Authority shall transfer developed area of Mirpur City to the Municipal Corporation Mirpur, on such terms and conditions as agreed upon between the Authority and the Municipal Corporation Mirpur. The terms and conditions of the transfer shall be codified in the Official Gazette with the approval of the Government.

(2) In case of any dispute between the Authority and the Municipal Corporation Mirpur, the matter shall be referred to the Government whose decision shall be final.

(3) Subject to the provisions contained in the said Ordinance all the powers of transfer of proprietary rights of the areas transferred under the preceding sub-section shall vest in the Municipal Corporation Mirpur.

Provided that powers and functions of planning, development, allotment, cancellation and revision of plots in the areas under the control and management of the Authority, or that has been or may be transferred to the Municipal Corporation Mirpur in future, shall remain vested with the Authority."

اس دفعہ کی رو سے مستقبل میں بھی ایسی منتقل شدہ جگہوں کی منصوبہ بندی، ترقی، الاٹمنٹ، منسوخی و نگرانی وغیرہ کا انتظام و انصرام ترقیاتی ادارہ کے ہی پاس ہے نہ کہ بلدیہ کے پاس۔ اس طرح رسپانڈنٹان کا استدلال کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ مجریہ ۱۹۹۰ء میں ترمیم کی وجہ سے صورتحال بدل گئی ہے، بے معنی اور بے وزن ہے۔ بلکہ خصوصی قانون میرپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۴ء میں کی گئی ترمیم سے صورتحال اور زیادہ واضح ہو گئی ہے کہ بلدیہ کے پاس سکیموں کی تیاری، نئے پلاٹس کی تخلیق، الاٹمنٹ اور منسوخی کا قطعاً کوئی اختیار نہ ہے۔ اس ضمن میں عدالت ہذا کا متذکرہ بالا فیصلہ (۲۰۰۱ایس سی آر۲۶۳) اپنی پوری روح و منشاء کے ساتھ مؤثر اور قابل نفاذ ہے۔

۱۲۔ میرپور قصبہ کی عملی صورتحال کے مطابق نہ صرف مفاد عامہ یعنی نالوں، سڑکوں، پارکوں اور مساجد وغیرہ کے لیے مختص کردہ جگہوں پر پلاٹس تخلیق کر کے ماسٹر پلان کا حلیہ بگاڑا گیا ہے بلکہ بعض صورتوں میں ماسٹر پلان کے تحت تخلیق شدہ رہائشی پلاٹس میں بھی کمی کرتے ہوئے نئے پلاٹس تخلیق و الاٹ کیے گئے ہیں جسے عرفِ عام میں ''چائنہ کٹنگ'' کا نام دیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں معاملہ کے تصفیہ کے لیے عدالت نے ضروری معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور بلدیہ کے اہلکار سب انجینئر کا بیان بھی قلمبند کیا گیا جو بذیل ہے:۔

-''بیان با اقرار صالح محمد حنیف سب انجینئر میونسپل کارپوریشن میرپور۔ تحریر ۲۰۱۴-۴-۱۷

بیان کیا کہ جو بھی بیان کروں گا ریکارڈ کے مطابق کروں گا۔ میونسپل کارپوریشن میرپور کے ٹاؤن پلانر ریٹائر ہو چکے ہیں اور خالی آسامی پر فی الحال کوئی تعیناتی نہ ہوئی ہے اور نہ ہی چارج کسی کو دیا گیا ہے۔ مظہر عدالت گرامی کے حکم کی تعمیل میں ہمراہ اشفاق احمد نور سٹیٹ آفیسر اور سردار عقیل احمد چیف آفیسر، پیش عدالت ہوا۔ مقدمہ ہذا میں پلاٹ نمبر ۸۱ F-واقع سب سیکٹر A/۱، پلاٹ نمبر A۔۳۰ واقع سیکٹر E/۱ پلاٹ نمبر ۹۸ F-و ۹۸ G-واقع سب سیکٹر E/۲ مطابق ریکارڈ ابتدائی ماسٹر پلان میں مارک شدہ نہ تھے۔ ابتدائی ماسٹر پلان ادارہ ترقیات کا تھا MDA نے تمام سیکٹرز کو Devel ope کر کے مارک شدہ تمام پلاٹوں کی الاٹمنٹ کر دی تھی اور ۱۹۸۵ء میں تمام سیکٹر بمطابق حکومتی نوٹیفکیشن بلدیہ کے حوالے کر دیے گئے تھے۔

مقدمہ ہذا میں جو جگہ زیر تنازعہ ہے ابتدائی ماسٹر پلان / سیکٹر پلان میں پلاٹ کے لئے مارک شدہ نہ تھی بلکہ openspace تھی۔ بعد ازاں جو لوگ ان خالی جگہوں پر قابض تھے بمطابق قبضہ انکی الاٹمنٹس کو باضابطہ بنانے کے لئے حکومت نے قانون وضع کیا۔ جس کے تحت میونسپل کارپوریشن نے کاروائی کرتے ہوئے بتفصیل ذیل پلاٹ ہا زیر بحث مقدمہ ہذا الاٹ کئے:

نمبر شمار	پلاٹ نمبر	سیکٹر	تاریخ الاٹمنٹ	نام الاٹی
-1	81-1	A/1	16.4.1990	چوہدری ریاست علی
-2	30-A	E/1	31.12.1986	چوہدری ولایت حسین
-3	98-FG	E/2	7.7.1991	راجہ خادم حسین

پلاٹ نمبر A۳۰-کے ساتھ کچھ ملحقہ رقبہ بھی دستیاب تھا جسکی الاٹمنٹ بعد ازاں مورخہ ۱۹۸۷-۱-۴ کو ہوئی۔ پلاٹ نمبر A۳۰-میں چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ پلاٹ نمبر ۸۱ F-میں کمرہ اور چار دیواری نہ ہوئی ہے۔ عدالت گرامی سے بعد ازاں فیصلہ صادر ہوا ہے جس کی رو سے جملہ الاٹمنٹس منسوخ کر دی گئی ہیں اور قرار دیا گیا ہے کہ جو سیکٹر MDA نے میونسپل کارپوریشن کی تحویل میں دیئے تھے ان میں خالی جگہوں پر پلاٹ کی الاٹمنٹ غیر قانونی ہے۔ یہ پلاٹ ہا بھی چونکہ اسی کٹیگری میں آتے ہیں اسلئے ان کے تعمیراتی نقشہ جات کی منظوری میونسپل کارپوریشن نے نہ دی ہے۔ ماسٹر پلان اور بعد ازاں سیکٹر پلان کے جو نقشہ جات مرتب کئے گئے ہیں اُن کی عکسی نقول فراہم کی جا رہی ہیں۔ مظہر کا بیان اسی قدر ہے۔''

اس طرح یہ بات مترشح ہے کہ ترقیاتی ادارہ کی جانب سے منتقل کیے گئے سیکٹرز میں بلدیہ نے ماسٹر پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چائنہ کٹنگ کی اور مفاد عامہ کے لیے مختص جگہوں حتیٰ کہ رہائشی پلاٹس کو بھی مختصر کرتے ہوئے بدوں قانونی منظوری نئے پلاٹس تخلیق والاٹ کیے جس سے سارے قصبہ کی ہیئت بدل گئی۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر آئی ہے کہ حکومت نے وقتاً فوقتاً ان گھمبیر مسائل کے پیش نظر اقدامات اُٹھائے جو بے سود اور قانون کی منشاء کو پورا کرنے میں ناکافی ثابت ہوئے۔ اس سارے پس منظر میں فیصلہ زیر نزاع عدالت ہذا کے متذکرہ بالا فیصلہ میں وضع کردہ اصول کے مطابق نہ ہے۔ عدالت العالیہ نے اس امر کو بھی زیر غور نہ لایا ہے کہ بلدیہ کے نقشہ کی منظوری سے انکار کی صورت میں متبادل دادرسی بصورت اپیل روبرو حکومت موجود ہے اس لیے عرضی رٹ قابل پذیرائی نہ ہے۔ عدالت العالیہ نے عدالت ہذا کے فیصلہ اور قانون کو زیر غور لائے بغیر فیصلہ صادر کیا جو کسی طور پر قانون سے مطابقت نہ رکھتا ہے اس لیے ناقابل نفاذ ہے، منسوخ کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ رسپانڈنٹان کا یہ استدلال کہ بلدیہ نے احکامات زیر نزاع اُن کو سماعت کیے بغیر صادر کیے اور چونکہ وہ سپریم کورٹ کے متذکرہ فیصلہ میں فریق نہ تھے اس لیے وہ وضع کردہ اصول کے پابند نہ ہیں، ہمیں متاثر نہ کرتا ہے۔ اس ضمن میں ہم نے پیش کردہ قانونی حوالہ جات کا بھی جائزہ لیا جو کہ معاملہ ہذا کے خصوصی حالات و واقعات کے پیش نظر قابل اطلاق نہ ہیں۔ یہ امر مسلمہ اور طے شدہ ہے کہ قانون میں انفرادی حقوق کے بجائے اجتماعی حقوق کو فوقیت حاصل ہے۔ اس طرح قانونی اصول "Salus Populi est Suprema lex" کا پوری طرح اطلاق ہوتا ہے۔ اس ضمن میں عدالت ہذا کے مطبوعہ فیصلہ عنوانی اعجاز رشید بنام آزاد حکومت وغیرہ (۲۰۱۰ ایس سی آر ۴۷۴) کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جو کہ بذیل ہے:۔

"...The above referred study report of experts leaves no room for any further deliberation and we do not feel any hesitation in holding that irrespective of the claims of the parties, the prevailing condition of the area does not permit for issuance of any type of licence/permit for exploration, extraction, excavation, because for petty interest of individuals, neither the environment can be irreparably damaged nor the right and interest of public at large can be sacrificed because the safety and interest of public is supreme. This principle of law stated in the legal maxim "Salus populi est Suprema lex" has got universal recognition and is applied by the Courts since centuries. This golden principle of law, in our opinion, is fully attracted in this case. We have got valuable guidance from the legal precedents laid down by the Supreme Courts of Sub-continent. The Supreme Court of India in Hira Tikkoo's case [AIR 2004 SC 3648], applied this legal principle in the following terms:-

'19. We have examined the scheme and provisions of the Act and the Rules. They do not seem to contemplate creation of any vested right where any other State or Central Legislation bars use of a particular land for industrial development. The Chandigarh Administration, in these cases, had prepared a scheme, carved out plots, auctioned them and received part or full payment of the price. In implementing its development scheme, it ignored the notification issued reserving a major portion of the land covered by the scheme as 'forest'. It is in this circumstance that the Administration is showing its liability to honour the commitment made by offering the plots acceptance of price and giving delivery of possession. When a scheme of development of land and the allotments made thereunder are found to be in contravention of any law and contrary to general public interest, no claim based on so called vested right can be counternanced. Similar is the position with regard to 900 meters restriction imposed under

the Aircrafts Act. No citizen can be allowed to claim any vested right which would result in violation of a statutory provision of law or Constitution. The claim, therefore, based on alleged vested right, has to be outright rejected.

20. The learned senior counsel them made some attempts to rely on the doctrine of 'promissory estoppel' and 'legitimate expectation'. Doctrine of 'legitimate expectation' has developed as a principle of reasonableness and fairness and it is used against statutory bodies and Government authorities on whose representations or promises, parties or citizens act and some detrimental consequences ensue because of refusal of authorities to fulfill their promises or honour their commitments. The argument under the label of 'estoppel' and 'legitimate expectation' are substantially the same. The administration herein no doubt is guilty of gross mistake in including in its development scheme, a portion of land covered by the forest and land with restrictions under the Aircrafts Act. A vital mistake has been committed by the Chandigarh Administration in overlooking the notification reserving land under the Forest Act and the restrictions imposed under the Aircrafts Act but overriding public interest outweighs the obligation of a promise or representation made on behalf of the Administration. Where public interest is likely to be banned neither the doctrine of 'legitimate expectation' nor 'estoppel' can be allowed to be pressed into service by any citizen against the State Authorities. In M/s. Jit Ram Shiv Kumar and others v. State of Haryana and others, (1981 (1) SCC 11), a two-judge Bench of this Court by explaining and distinguishing Union of India v. Indo Afghan Agency Ltd., (1968 (2) SCR 366) and Motilal Padampat Sugar Mills Co. (P) Ltd. V. State of U.P., (1979 (2) SCC 409). Observed thus:-

'It is only in public interest that it is recognized that an authority acting on behalf of the Government or by virtue of statutory powers cannot exceed his authority. Rule of ultra vires will become applicable when he exceeds his authority and the Government would not be bound by such action. Any person who enters into any arrangement with the Government has to ascertain and satisfy himself that the authority who purports to act for the Government, acts within the scope of his authority and cannot urge that the Government is in the position of any other litigant liable to be charged with liability.'

21. in the aforesaid case of M/s. Jit Ram Shiv Kumar (supra), the Municipal Committee of Bahadurgarh town to develop a Mandi promised that the traders who purchase plots in Mandi would be exempted from paying octroi duty on goods imported for trade to the Mandi. The State Government in exercise of powers under the Punjab Municipal Act directed the Municipal Committee to withdraw the exemption from payment of octroi duty. When the traders, who had set up their business in the Mandi or promise of getting exemption from octroi duty, challenged the action of the Municipality and the Punjab Government and raised on plea of 'estoppel'___ It was rejected by this Court by relying on the decision of Constitution Bench ofthis Court in the case of M. Ramanatha Pillai v. The State of Kerala and another. (1973 (2) SCC 650) and State of Kerala and another v. The Gwaltor Rayon Silk Manufacturing (WVG.) Co. Ltd. Etc., (1973 (2) SCC 713). This Court in M/s. Jit Ram Shiv Kumar (supra), recorded the following conclusion which supports the view we propose to take in the circumstances of the present case:-

'On a consideration of the decisions of this Court, it is clear that there can be no 'promissory estoppels', against the exercise of legislative power of the State. So also the doctrine cannot be invoked for preventing the Government from acting in discharge of its duty under the law. The Government would not be bound by the act of its officers and agents who act beyond the scope of their authority and a person dealing with the agent of the Government must be held to have notice of the limitations of his authority. The Court can enforce compliance by a public authority of the obligation laid on him if he arbitrarily or on his mere

whim ignores the promises made by him on behalf of the Government. It would be open to the authority to plead and prove that there were special considerations which necessitated his not being able to comply with his obligations in public interest'.

22. in public law in certain situations, relief to the parties aggrieved by action or promises of public authorities can be granted on the doctrine of 'legitimate expectation' but when grant of such relief is likely to harm larger public interest, the doctrine cannot be allowed to be pressed into service. We may usefully call in aid Legal Maxim: 'Salus populi est Suprema lex: regard for the public welfare is the highest law. This principle is based on the implied agreement of every member of society that his own individual welfare shall in cases of necessity yield to that of community. His property, liberty and life shall under certain circumstances be placed in jeopardy or even sacrificed for the public good.'

The same principle is applied in Rana Muhammad Arshad's case 1998 SCMR 1462. In this case the petitioner claimed his eligibility to contest election of the local bodies on the ground that amendment introduced through the Ordinance regarding disqualification is no more attracted because the ordinance has lapsed. Hence, there is no legal hurdle in his way to contest election. The Supreme Court observed that relief in writ petition is discretionary and the Court can decline the relief sought even applying the principle of 'Salus Populi est Suprema lex". The observation of Supreme Court of Pakistan in para 5 is reproduced as under:

'5. Added to the above there are qualifications for membership of Majlis-e-Shoora (Parliament) and a person shall not be qualified to be elected or chosen as such member unless, per clause (d) of Article 62 of the Constitution, he is of good character and is not commonly known as one who violates the Islamic injunctions, under clause (e) thereof unless he has adequate knowledge of Islamic teachings and practices obligatory duties prescribed by Islam as well as astains from major sins, and, pursuant to clause (f) therein, unless he is sagacious, righteous, non-profligate, honest and Ameen, in the case of non-Muslims the postulates under Article 62(d) and (e) being softened to only having "good moral reputation". Article 63 of the Constitution, in turn, spells out same disqualifications. It is true that these are qualifications and disqualifications for being elected or chosen as member of Majlis-e-Shoora (Parliament0, and by virtue of Article 113 equally as a member of a Provincial Assembly, but there is no reason why the corresponding virtues, mutatis mutandis and so far as adequately extendable, are not sought amongst public representatives, offering themselves for being inducted in other elected or representative bodies. Legislative background clearly shows that such intendment, per section 21(1)(f) of the Punjab Local Government Ordinance, 1979 was duly codified. The only question is whether the substitute of section 12(2) in the Representation of the People Act, 1976 co-related to section 21(1)(f) of the Punjab Local Government Ordinance, 1979, having been brought about through the unavoidable but transitional artifice of the Ordinance (CVII of 1996), introduced by the Caretaker Government, having apparently run out by efflux. Articles 62 and 63 of the Constitution read with other provisions thereof, can still be invoked forelection to legislative bodies, and thus, by virtue of section 21(1)(d) for those of local bodies. This, in turn, throwns up the further question whether the Legislature could have designedly allowed the salutary legislation to lapse, without introducing countervailing measures. There is a presumption that the Legislature knows and is cognizant of all the law on the subject. It is in this perspective that the current legal position is to be viewed and approached. It seems to us, and we are inclined t inter similar awareness to the legislative entities, that there is nothing in law, which precludes those, who are entrusted with the job of conducting elections to public offices, including those for various local bodies, from taking a cue from the Constitution and ensuring that the fundamentals of the Constitution, as distinguished from the

technicalities in the lapsed version of section 12(2) (ibid), are not overlooked in the matter of candidates opting to seek elected offices, essentially for the Legislatures, and, by cross-reference to section 21(1)(f) (supra) to local bodies. This arises from the scheme of the Constitution itself. The sources of the stream of legislation be they national, provincial or local have to be kept clean. On this criterion the election functionaries may have acted neither irrelevantly nor erroneously. Beyond this, at the level of the High Court, the relief being discretionary, power did vest in the learned judge to decline the relief sought. As it is salus populi est supreme lex (Regard for public welfare is the supreme law).

Our view also finds support from the cases reported as Province of Punjab through Secretary, Housing and Physical Planning Department, Government of the Punjab, Lahore v. Additional Commissioner (Rev) and 6 others [2001 MLD 729], Nawazada Muhammad Saeed Khan v. The Collector, land Acquisition, Multan and another [1990 MLD 1232], Mian Muhammad Aslam and 3 others v. The Deputy Commissioner, Sheikhupura and another [1990 MLD 1725] and Mst. Naghmana Gul v. Alhaj Maj. Dr. Iftikhar Ahmed [1990 MLD 2131]."

۱۴۔ یہ قانون بھی مسلمہ ہے کہ جب کسی فرد کا مطالبہ غیر قانونی ہو تو اُسے فریق بنانے یا سماعت کرنے کی ضرورت نہ ہے۔ اس معاملہ میں عدالت ہذا کئی ایک فیصلہ جات صادر کر چکی ہے جن میں سے مطبوعہ فیصلہ ریحانہ محمود وغیرہ بنام آزاد حکومت وغیرہ (۱۹۹۷ ایم ایل ڈی ۱۲۷۴) کے پیراگراف ۱۱ میں قرار دیا گیا کہ:

-"In the last limb of his contentions the learned counsel for the appellants pressed into service the admission that at the time of cancellation of allotments from their names the appellants were not heard thus the principle of audi alterm partem which is of universal application was violated. It goes without saying that the aforesaid maxim 'audi altrm partem' has gained a great significance in our judicial system but earning a right of hearing a person must show that he was deprived of some right vested to him. It is well-settled that an order without jurisdiction (as is before us) does not create any vested right. The orders of allotments in favour of appellants being without jurisdiction are not capable of conferring any right on the appellants to entitle them to claim hearing. Reliance is placed on a reported case of this Court titled Muhammad Rashid v. Azad Jammu and Kashmir Government and 20 others' (PLD 1987 SC (AJ&K) 60)."

۱۵۔ معاملہ ہذا میں تنازعہ فریقین کے درمیان ہی نہ ہے بلکہ یہ وسیع تر عوامی مفاد اور حقوق سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ عدالت ہذا کے پاس مکمل ریکارڈ موجود نہ ہے جس بناء پر تعین کیا جا سکے کہ ترقی یافتہ سیکٹرز کی بلدیہ کو منتقلی کے بعد ماسٹر پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کتنے پلاٹس تخلیق و الاٹ کیے گئے اس لیے یہ معاملہ وسیع تر انکوائری کا متقاضی ہے جو عدالت ہذا کے دائرہ کار میں نہ ہے۔ ایسی صورت میں حکومت اور متعلقہ حکام کو ہدایات جاری کی جانی ناگزیر ہیں۔

۱۶۔ یہ امر بھی قابل افسوس ہے کہ ریاست کی آخری عدالت کی طرف سے واضح فیصلہ آنے کے باوجود ایک دہائی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوصف متعلقین نے فرائض کی ادائیگی میں انتہائی کوتاہی کا مظاہرہ کیا ہے جس سے مسائل میں مزید اضافہ ہوا اور معاملات گھمبیر ہوئے۔

یہ طرز عمل آئین کی کھلی خلاف ورزی ہے جبکہ آزاد کشمیر میں ہر انتظامی اتھارٹی سپریم کورٹ کے احکامات پر عملدرآمد کرنے اور معاونت کرنے کی پابند ہے۔

۱۷۔ بالا صورتحال کے پیش نظر ہم اپیل ہذا کو منظور کرتے ہوئے بذیل احکامات جاری کرنا ضروری سمجھتے ہیں:۔

الف۔ حکومت انتہائی بااختیار انکوائری کمیشن مقرر کر کے اُن پلاٹس کا تعین کرے جو بلدیہ میرپور نے ماسٹر پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چائنہ کٹنگ یعنی قانونی طور پر الاٹ شدہ پلاٹس کو مختصر کر کے اور مفاد عامہ یعنی سڑکوں، نالوں، گلیوں، پارکوں اور مسجدوں کے لیے مختص جگہوں کو متاثر کرتے ہوئے تخلیق و الاٹ کیے گئے۔ اس طرح سے تخلیق کردہ پلاٹس کے تعین کے بعد ماسٹر پلان کو حتی الامکان بحال کیا جائے۔

ب۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ ترقیاتی اور بلدیاتی ادارے شہری سہولتیں فراہم کرنے اور قانون کے تقاضوں پر عملدرآمد کروانے کے پابند ہیں لیکن یہ ادارے شہری تمدنی ضروریات یعنی سڑک، گلی، پارک، باغات، تفریح و کھیل، عبادات اور تدفین کے لیے جگہ فراہم کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ اس ضمن میں قانون کی منشاء کے مطابق قانون پر عملدرآمد کیا جائے اور عملی حکمت عملی وضع کی جائے تاکہ آئندہ ایسی صورتحال کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ج۔ انکوائری کمیشن اُن افراد کی ذمہ داری کا تعین بھی کرے جنہوں نے ماسٹر پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درج بالا غیر قانونی طریقے سے پلاٹس تخلیق و الاٹ کیے اور اس ساری صورتحال کا موجب بنے۔ مزید برآں ان افراد کے خلاف تحت قانون تادیبی کاروائی عمل میں لائی جا کر ایسی لاقانونیت کا تدارک کیا جائے۔

د۔ حکومت عدالت میں رپورٹ پیش کرے کہ عدالت ہذا کے متذکرہ بالا فیصلہ (۲۰۰۱ ایس سی آر ۲۶۳) پر اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود عملدرآمد کیوں نہ کیا گیا اور فیصلہ کے باوصف اس کی مسلسل خلاف ورزی کیوں جاری رکھی گئی۔

ذ۔ حکومت بلدیاتی و ترقیاتی اداروں کو شہریوں کو بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لیے عملی اقدامات اٹھانے پر پابند کرے۔ اور نافذ العمل قوانین و قواعد پر بلا تخصیص سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔

اپیل ہذا مندرجہ بالا ہدایات کے ساتھ یکسو کی جاتی ہے۔ خرچہ مقدمہ بذمہ فریقین رہے گا۔

میرپور   چیف جسٹس   جج

--- مئی ۲۰۱۷ء